یکساں نصاب تعلیم----چند قابل غور پہلو

حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری مدظلہم
ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

نئی حکومت کی تشکیل اور وزیراعظم کی تقریر کے بعد یکساں نصابِ تعلیم کا خوش نما نعرہ ایک مرتبہ پھر بلند ہوا ہے اور ہر جگہ اس حوالے سے بحث جاری ہے لیکن بدقسمتی سے بہت سے لوگ اس معاملے کی حقیقت، پس منظر، نتائج ومقاصد سے ہی ناواقف ہیں اور یکساں نصابِ تعلیم کے نعرے کو غیرحقیقی تناظر میں دیکھ رہے ہیں۔اس لیے یکساں نصابِ تعلیم کے حوالے سے چند امور کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔۱......سب سے پہلی اور بنیادی چیز یہ ہے کہ ہمیں نصابِ تعلیم و نظامِ تعلیم کی تشکیل اور اصلاح کے وقت اپنے دینی، ریاستی، ثقافتی اور معاشرتی ڈھانچے اور تقاضوں کو پیشِ نظر رکھنا ضروری ہے، ہمارا صرف ثقافتی اور معاشرتی ماحول ہی نہیں بلکہ کلمہ طیبہ کے نعرے اور اسلام کی بنیاد پر معرض وجود میں آنے والی ریاست اور اس کا آئین جس قسم کے نصابِ تعلیم اور نظامِ تعلیم کا تقاضا کرتا ہے بدقسمتی سے آج تک ہم اپنی قوم کو وہ نصاب و نظام دینے سے قاصر رہے ہیں۔اس لئے جب بھی نصاب میں کسی تبدیلی یا اصلاحات کی بات کی جائے گی تو اس میں اپنے دینی تقاضے، معاشرتی ضروریات، علاقائی ماحول اور دیگر تمام عوامل کو پیشِ نظر رکھنا از حد ضروری ہوگا۔۲......نصاب و نظام کی اصلاح اور تشکیل دوسرا مرحلہ ہے، پہلا مرحلہ مقاصد واہداف کا تعین ہے، مقاصد واہداف کی روشنی میں نصاب و نظام کا خاکہ تشکیل دیا جاتا ہے، ہمارے ہاں بدقسمتی سے گزشتہ ستر برسوں کے دوران بارہا خوش نما نعرے لگائے جاتے رہے لیکن اہداف ومقاصد کے تعین کے بغیر بے سمت اور بے مقصد جدوجہد کبھی بھی نتیجہ خیز نہیں ہوسکتی، اس لئے اہداف ومقاصد کا تعین از حد ضروری ہے، اس کے ساتھ ساتھ جس سنجیدگی اور عزم کا تقاضا ہے وہ بھی ہر حکومت اور ہر حکمران میں ناپید رہی ہے، یہی وجہ ہے کہ ہر نئے دورِ حکومت میں لوگوں کو کسی لایعنی اور بے مقصد بحث میں الجھا دیا جاتا ہے اور دور حکومت گزرنے کے بعد اندازہ ہوتا ہے کہ یہ سب محض وقتی گرد وغبار اور شور شرابہ تھا جو وقت گزرنے کے ساتھ تھم گیا ہے۔

۳......اس وقت جو بحث چل نکلی ہے اس کا رخ مدارس کے نصاب و نظام کی طرف ہے، جب کہ درحقیقت اس ملک

کے ہر گلی کوچے میں کئی کئی اسکول ہیں جن میں سے ہر ایک کا نصاب الگ، نظام الگ، یونیفارم الگ، فیس الگ، ضابطے اور قاعدے الگ اور ہر چیز ہی جدا ہے ایسے میں تمام توپوں کا رخ صرف دینی مدارس کی طرف کر دینا سراسر ناانصافی ہے۔

۴......دینی مدارس نے ہمیشہ یہ پیشکش ہی نہیں کی بلکہ مطالبہ کیا ہے کہ مرحلہ وار یکساں نصابِ تعلیم اور نظامِ تعلیم رائج کیا جائے اور ابتدائی طور پر میٹرک تک پورے ملک میں ایک نصاب اور ایک نظام لایا جائے تا کہ پوری قوم یکسو ہو سکے، دینی مدارس کے تمام وفاق آج بھی نہ صرف اپنے موقف پر قائم ہیں بلکہ اکثر دینی مدارس میں قومی نصاب تعلیم رائج ہے لیکن بدقسمتی سے ہمارے ہاں بات زیرو سے شروع نہیں کی جاتی جو غیر سنجیدگی کا نقطہ آغاز ہوتا ہے-اس وقت بھی یہ تاثر دیا جا رہا ہے جیسے یکساں نصابِ تعلیم کا شوشہ ہی مدارس کے نظام ونصاب کا حلیہ مسخ کرنے کے لئے چھوڑا گیا ہے۔

۵......میٹرک یا زیادہ سے زیادہ انٹر تک یکساں نصاب ونظام کی ضرورت ہے اس کے بعد تو اسپیشلائزیشن کا مرحلہ ہے چنانچہ جو بچیاں، بچے ڈاکٹر بننا چاہتے ہیں وہ میڈیکل کالجز میں، جو وکلاء اور جج بننا چاہتے ہیں وہ لاء کالجز میں اور جو دینی خدمات کی بنیادی اور اہم ترین ذمہ داری نبھانا چاہتے ہیں وہ مدارس دینیہ کا رخ کرتے ہیں، آج تک کسی نے لاء کالجز سے ڈاکٹرز اور میڈیکل کالجز سے وکلاء تیار کرنے کا مطالبہ نہیں کیا لیکن بدقسمتی سے دینی مدارس سے ہمیشہ یہ غیر معقول مطالبہ کیا جاتا ہے اور ستم یہ کہ ایسا مطالبہ کرنے والوں کو داد دینے والوں کی بھی ہمارے ہاں کوئی کمی نہیں۔

۶......حیرت انگیز امر یہ ہے کہ گزشتہ ستر برسوں کے دوران بھاری بھرکم بجٹ پوری ریاستی طاقت اور ہر طرح کے وسائل کے باوجود ملک میں کوئی ایک یونیورسٹی اور کوئی ایک ادارہ قائم نہیں کیا جاسکا جو دنیا کی 100 اعلیٰ اور معیاری یونیوسٹیوں کی فہرست میں جگہ پاسکے جب کہ دنیا کے ٹاپ کے 100 دینی اداروں میں سے کم از کم 80 دینی مدارس پاکستان میں ہوں گے۔ دنیا کے کسی پسماندہ اور دور افتادہ ملک کے غریب بچوں کے ذہن میں بھی پاکستان کی کسی یونیورسٹی سے تعلیم حاصل کرنے کا خیال نہیں جاگتا جب کہ پوری دنیا کے بچے دینی تعلیم کے لیے پاکستان کے دینی مدارس کی طرف دیکھتے ہیں، جب کہ پاکستان کے بچے لائنیں لگائے دوسرے ممالک کی یونیورسٹیوں اور جامعات کے سامنے داخلے کے کشکول پھیلائے کھڑے نظر آتے ہیں، ایسے میں حکومتی بجٹ سے چلنے والے اداروں کے معیار، نظام اور نصاب پر توجہ دینے کے بجائے دینی مدارس کو تختہ مشق بنانے کے منصوبے بنائے جاتے ہیں۔

۷......اس وقت پاکستان کی یونیورسٹیاں، کالجز اور تعلیمی ادارے منشیات، خودکشیوں، لسانی جھگڑوں، بے حیائی اور نہ جانے کن کن مسائل کے سونامی کی زد میں ہیں لیکن اس صورت حال سے ان اداروں کو بچانے کی بجائے بہت سے لوگوں کو دینی مدارس کی اصلاحات کی فکر کھائے جاتی ہے اور عصری اداروں کے جملہ مسائل کو قالین کے نیچے چھپانے

اوران سے نظریں چرانے کی روش اپنائی جاتی ہے۔

۸...... دینی مدارس اصلاحات کے حوالے سے اس لیے بھی حساس ہیں کہ ہر دور میں دینی مدارس کے خلاف ہونے والی مہم جوئی کے اچھے اثرات نہیں پڑے۔ بعض حکومتی طالع آزماوں کی نظر کرم نے چوٹی کے دینی مدارس کو آثار قدیمہ میں بدل کر رکھ دیا-قریب کے زمانے میں پرویز مشرف نے موجودہ وزیر اعظم کی طرح ابتداء میں بڑے شد ومد اور تسلسل سے مدارس اصلاحات کا نعرہ بلند کیا،لیکن اس تمام تر شور شرابے کے نتیجے میں مدارس اور مدارس اصلاحات کے نام پر اربوں ڈالرز کی بیرونی امداد ہڑپ کر لی گئی اور جاتے جاتے اس ملک کو صرف تین لولے لنگڑے ماڈل مدارس کا تحفہ دیا گیا، جنہیں بعد کے حکومتی ذمہ داران وفاق المدارس سے سنبھالنے کی پیش کش کر چکے ہیں۔

۹...... یکساں نصاب ونظام تعلیم کے زبانی، کلامی دعوؤں کے بجائے اس وقت جو سب سے اہم کام کرنے کی ضرورت ہے وہ اٹھارویں ترمیم کے نتیجے میں تعلیم کا صوبوں کے سپرد کر دینے کا معاملہ ہے-اس وقت اگر وزیر اعظم عمران خان اور موجودہ حکومت کسی قسم کی اصلاحات اور تبدیلی میں واقعتاً سنجیدہ ہیں اور وہ پورے ملک کو کسی ایک پیج پر لانا چاہتے ہیں تو اس کا آغاز اٹھارویں ترمیم اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی تفریق اور خلیج کے خاتمے سے کرنا ہوگا، جس کے بارے میں ہمارا اندازہ ہے کہ حکومت یہ بھاری پتھر کبھی نہیں اٹھا پائے گی۔

۱۰...... جب یکساں نصاب ونظام کی بات چل ہی نکلی ہے تو پھر سب سے ضروری امر یہ ہے کہ حکمران سرکاری اسکولوں کو ایسا معیار دیں کہ لوگ اپنے بچوں کو ان اداروں سے تعلیم دلوانے پر آمادہ ہوں نہ یہ کہ سرکاری اسکولوں کی حالت دن بدن بگڑتی چلی جائے اور پرائیویٹ اسکولز مافیا کی تجوریاں بھرتی چلی جائیں اور ان کا کاروبار مزید چمکتا چلا جائے-المختصر یہ کہ اگر عمران خان اپنے دعووں میں سچے ہیں اور اپنے ارادوں میں سنجیدہ ہیں تو وہ پہلے مرحلے میں میٹرک تک ملک بھر کے تمام اداروں میں یکساں نصاب تعلیم رائج کریں، جس میں ایک مسلمان معاشرے کی جملہ ضروریات، بنیادی دینی اور قرآنی تعلیمات کماحقہ موجود ہوں اور دینی اعتبار سے ہمارے نظامِ تعلیم اور نصابِ تعلیم میں جو جو کمزوریاں اور کوتاہیاں رہ گئی ہیں ان کی تلافی کا اہتمام کیا جائے، اسپیشلائزیشن کا مرحلہ اس کے بعد ہے، غیر حقیقی، غیر منطقی اور غیر سنجیدہ نعروں کے بجائے صحیح رخ پر، درست ترتیب سے، پوری سنجیدگی اور خلوص سے کام کرنے کی ضرورت ہے......اگر کچھ کرنا مقصود ہے تو!......اور اگر حالیہ میلے کا مقصد صرف دینی مدارس سے حریت و آزادی، دینی شناخت، مذہبی تصلب کا کمبل چرانا ہی مقصود ہے تو یہ خواب نہ اس سے قبل شرمندہ تعبیر ہو سکا اور نہ ہی آئندہ کبھی ایسا ہو پائے گا۔

3

مسلم معاشروں کے لیے مدرسہ کا وجود ناگزیر ہے

مدینہ منورہ کے اردو چینل ''وصال اردو'' کو حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری مدظلہم ناظم علیٰ وفاق المدارس کا فکرانگیز انٹرویو (حصہ اوّل)

انٹرویو نگار: غلام نبی مدنی

ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری دامت برکاتہم امسال حج پر تشریف لے گئے تو مدینہ منورہ قیام کے دوران وہاں کے ''وصال اردو چینل'' نے حضرت ناظم اعلیٰ مدظلہم کے خصوصی انٹرویو کا اہتمام کیا۔حضرت ناظم اعلیٰ وفاق مدظلہم نے موجودہ حالات اور مدارس کے حوالے سے اور خصوصاً میڈیا وار کے تناظر میں نہایت شرح وبسط کے ساتھ سوالات کے پر مغز جوابات دیے۔اس انٹرویو کو ناظرین کی بڑی تعداد نے سنا اور فکرانگیز جوابات کو سراہا،انٹرویو کے مندرجات کی اہمیت کے پیش نظر ماہ نامہ ''وفاق المدارس'' میں شائع کیا جارہا ہے۔

وصال اردو: دینی مدارس کے حوالے سے وقتاً فوقتاً مختلف باتیں گردش کرتی رہتی ہیں، بہت سے ایسے سوالات ہیں جو دینی مدارس کے بارے میں کیے جاتے ہیں اور مدارس پر الزامات بھی لگائے جاتے ہیں۔ مدارس کو بہت سے مسائل کا سامنا ہے، مثلاً عیدالاضحیٰ پر قربانی کی کھالوں کا معاملہ ہے یا اسی طرح مدارس کے جو اخراجات ہیں اس حوالے سے حکومت کی طرف سے کچھ چیزیں لائی جاتی ہیں، اسی طرح بینک اکاؤنٹس کا معاملہ ہے، ان کے آڈٹ وغیرہ کے بھی معاملات ہیں...... پھر مدارس کے طلبہ کے حوالے سے باتیں کی جاتی ہیں کہ مدارس کے طلبہ معاشرے میں اپنے روزگار کے حوالے سے سیٹل نہیں ہو پاتے۔ نئی حکومت جو آئی ہے عمران خان صاحب نے اپنی تقریر میں کہا کہ مدارس کے طلبہ کو انجینئر ہونا چاہیے ڈاکٹر ہونا چاہیے...... تو کیا مدارس کے طلبہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ جج بھی بن جائیں، انجینئر بھی بن جائیں اور سیاست دان بھی بن جائیں، بیوروکریٹس بھی بن جائیں؟!

اسی طریقے سے مدارس کے نصاب پر جدید تعلیم کے حوالے سے اعتراضات اٹھائے جاتے ہیں وہ کس حد تک درست ہیں؟ مدارس کے پورے نظام کے حوالے سے، جدید تعلیم کے حوالے سے، نصاب کے حوالے سے مدارس پر جو الزامات ہیں اس حوالے سے اور مدارس کو کن مسائل کا سامنا ہے اور حکومت مدارس کی دینی تعلیم کے ساتھ کس

طرح سے تعاون کرسکتی ہے اور دینی مدارس کس طرح سے حکومت کے ساتھ تعاون کر سکتے ہیں؟ تو اسی حوالے سے آج ہمارے ساتھ بات چیت کے لیے موجود ہیں ہمارے پروگرام میں خصوصی مہمان، بہت معزز مہمان ہیں پاکستان کے **حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری صاحب**، جو ناظم اعلیٰ ہیں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے اور ترجمان ہیں اتحاد تنظیمات مدارس کے اور جامعہ خیر المدارس ملتان کے مہتمم بھی ہیں، اسی طرح اسلامی نظریاتی کونسل کے ممبر بھی ہیں۔ پاکستان کے دینی مدارس کے حوالے سے اور دینی معاملات میں آپ کا بہت بڑا کردار رہا ہے۔ آج ہمارے ساتھ موجود ہیں ہم ان سے بات کریں گے، بہت شکریہ حضرت قاری صاحب!......آپ تشریف لائے ہمارے پروگرام میں، سب سے پہلے تو یہ فرمائیے گا کہ مدارس کی جو اہمیت اور ضرورت ہے بہت سے لوگ کہتے ہیں مدارس تو نہیں ہونے چاہییں کیونکہ نظام تبدیل ہو گیا ہے، دنیا جدید ہو گئی ہے، قدامت پسند اور روایت پرست لوگ نہیں رہے تو تو مدارس کی اہمیت اور ضرورت کیا ہے؟ اور مدارس پاکستان میں اس وقت کس طرح چل رہے ہیں؟ اور ان کی تعداد کتنی ہے اور کیا وہ کم ہو رہے ہیں یا آگے بڑھ رہے ہیں......آپ کیا کہیں گے اس حوالے سے؟

ناظم اعلیٰ وفاق المدارس:......بسم اللہ الرحمٰن الرحیم......السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

سب سے پہلے تو میں آپ کا شکرگزار ہوں اور وصال اردو چینل کا شکرگزار ہوں کہ مجھے آپ نے یہ موقع دیا کہ اپنی بات کہہ سکوں۔ دینی مدارس اور اسلام یہ آپس میں لازم و ملزوم ہیں، جتنی پرانی تاریخ اسلام کی ہے اتنی پرانی تاریخ دینی مدارس کی ہے۔ جب جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر غارِ حرا مکۃ المکرمہ میں پہلی وحی کا نزول ہوا اقرا ء بسم ربك الذی خلق تو اسی دن مدرسہ بھی وجود میں آ گیا۔ اس لیے کہ اس میں پڑھنے کا حکم تھا پڑھنا بھی وہ ہے جس سے رب کی پہچان ہو، تو اس سے معلوم یہ ہوا کہ وہ تعلیم ضروری ہے جس سے خالق کی معرفت ہو۔ خالق کی معرفت کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں اپنے پروردگار؛ اپنے پیدا کرنے والے کی ذات کا علم ہو؛ اس کی صفات کا علم ہو اور اس کے اَحکام کا علم ہو، اس لحاظ سے میں یہ کہتا ہوں کہ اسلام جہاں ہوگا وہاں دین کا مدرسہ ہوگا، جہاں مدرسہ ہوگا وہاں اسلام ہوگا۔ جب ہم نے اسلام کو بطور ضابطہ حیات اور دستور زندگی تسلیم کیا ہے تو اس کی تعلیم بھی لازمی ہے۔ یہاں یہ بات بھی میں عرض کر دوں کہ اسلام مذہب نہیں ہے بلکہ اسلام 'دین' ہے۔ اس سے پہلے جو تھے وہ مذاہب تھے لیکن اسلام دین ہے۔ مذہب وہ ہوتا ہے جس میں چند عقائد ہوں عبادات ہوں کچھ اس میں معاشرتی معاملات ہوں لیکن دین مکمل ضابطہ حیات کو کہتے ہیں، دستورِ زندگی کو کہتے ہیں جس میں عقائد بھی ہوں جس میں عبادات بھی ہوں جس میں معاملات بھی ہوں جس میں معیشت اور تجارت کے احکام بھی ہوں اور آداب و اخلاق بھی ہوں اور اس لحاظ سے آپ دیکھیں تو قرآن کریم میں جہاں بھی لفظ 'اسلام' آیا ہے اس کے ساتھ دین کا لفظ آیا،

......الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت......ان الدین عنداللہ الاسلام...... اورخودحضورصلی اللہ علیہ وسلم نے بھی احادیث مبارکہ میں اسلام کے لیے دین کا لفظ بولا۔ جبرائیل علیہ السلام جب آئے اور بنیادی سوالات کیے صحابہ کی موجودگی میں تو جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ یہ جبرائیل علیہ السلام تھے، کیوں آئے تھے؟ تاکہ تمہیں تمہارا دین سکھائیں۔ جب اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے تو اس کا تعلق عقائد سے بھی ہے اس کا تعلق عبادات سے بھی ہے، اس کا تعلق ہمارے سیاسی نظام سے بھی ہے، ہمارے پارلیمانی نظام سے بھی ہے، ہمارے بزنس سے بھی ہے، ہمارے عدالتی نظام سے بھی ہے، تو پھر ہمیں اسلام کی تعلیم چاہیے ہوگی اور اسلام کی تعلیم جہاں پر ہوتی ہے اس کا نام ' مدرسہ' ہے۔ تو مختصر لفظوں میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ جتنا اسلام ضروری ہے اتنا ہی اسلام کی تعلیم ضروری ہے اور اسلام کی تعلیم کا مرکز مدرسہ ہی ہوا کرتا ہے۔ دینی مدارس کی ایک اسلامی سوسائٹی اور معاشرے میں کیا اہمیت ہے اس کو یوں بھی تعبیر کیا جاسکتا ہے کہ انسان جسم وروح کا نام ہے اور اس میں اصل چیز جو ہے وہ روح ہے، تو ایک انسانی معاشرے میں مسلم معاشرے میں یہ جو دین ہے یہ اس کے لیے بمنزلہ روح کے ہے اور جس کے اندر اس کی تعلیم ہوتی ہو وہ بمنزلہ روح کے ہے، اگر آپ دین کے مدرسے کو وہاں سے نکال دیں گے تو وہ معاشرہ ایک اسلامی معاشرہ نہیں کہلائے گا، وہ ایک مردہ معاشرہ کہلائے گا، تو اس لیے جب اسلام پر ہمارا ایمان ہے، اسلام پر ہمارا یقین ہے اور اسلام ایک مکمل لائف دیتا ہے...... پوری زندگی کے لیے رہنمائی دیتا ہے تو اس کے لیے تعلیم بھی ضروری ہے۔ اس کا مرکز جو ہے وہ دین کا مدرسہ ہے۔ اگر میں یہ کہوں کہ ہمارے جسم میں جو حیثیت ہمارے دل کی اور قلب کی ہے وہ ہی حیثیت ہمارے معاشرے میں مدرسے کی ہے غلط نہیں ہوگا۔ انسان کی اگر آنکھیں خراب ہو جائیں تو وہ زندہ رہ سکتا ہے، اس کے کان خراب ہو جائیں، اس کی سماعت کمزور ہو جائے، اس کے ہاتھ اور پاؤں متاثر ہو جائیں وہ زندہ رہتا ہے لیکن اگر کسی کا دل متاثر ہو جائے یا مجروح ہو جائے تو وہ زندہ نہیں رہتا۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ دین کا مدرسہ جو ہے وہ ایک مسلم معاشرے میں وہی حیثیت رکھتا ہے جو بدن انسانی میں دل کی ہے، کہ اگر وہ متاثر ہوگا تو پورا اسلامی معاشرہ متاثر ہوگا، پھر اگر ہم پاکستان کے تناظر میں دیکھیں تو پاکستان ایک نظریاتی ریاست ہے یہ کلمہ کے نام پر وجود میں آئی ہے، پاکستان کا مطلب کیا...... لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ جب پاکستان ایک نظریہ کی بنیاد پر وجود میں آیا اور یہ ایک نظریاتی ریاست ہے، اس کے نظریے کا اعلان بھی اس کے قیام سے پہلے کر دیا گیا، پھر قرارداد مقاصد میں اس ریاست کا نظریاتی رخ متعین کر دیا گیا۔ ۷۳ء کے آئین میں پھر اس کو واضح طور پر بتا دیا گیا کہ پاکستان کا اصل سرکاری مذہب اسلام ہے۔ یہاں قانون سازی قرآن وسنت کے مطابق ہوگی، یہاں کوئی قانون قرآن وسنت کے خلاف نہیں بن سکے گا...... تو قرآن وسنت کیا کہتے ہیں؟...... یہ کون بتائے گا؟...... یہ مدرسہ

بتائے گا!۔ اب آپ نے قانون سازی کرنی ہے قرآن وسنت کے مطابق تو قرآن وسنت کا علم چاہیے کہ نہیں؟! قرآن وسنت کی تعلیم چاہیے کہ نہیں؟ اگر آپ کو قرآن وسنت کے بارے میں معلوم نہیں ہے تو آپ اس کی روشنی میں قانون سازی کیسے کرسکیں گے؟ اور مدرسہ جو ہے وہ اس کی تعلیم دیتا ہے، گویا یہ کہا جاسکتا ہے کہ پاکستان جو ایک نظریاتی ریاست ہے اور جس کا سرکاری مذہب اسلام ہے جو اس کے آئین کا تقاضا ہے تو پاکستان کی نظریاتی ریاست اور اس کے آئین کے تقاضے کے مطابق اگر تعلیم دے رہا ہے تو وہ مدرسہ دے رہا ہے۔

وصال اردو:......آپ نے مدرسے کی تو بات کرلی کہ پاکستان کے اندر بھی اس کی بھی وہ ہی حیثیت ہوگئی اس طرح سے آپ نے مثال بھی دی کہ جس طرح بدن انسانی میں دل کی حیثیت ہے تو ہماری زندگی میں وہی حیثیت اسلام کی ہے۔ لیکن سوال یہ ہوتا ہے کہ جو دیگر اسکول ہیں عربی میں ان کو بھی مدارس کہتے ہیں ان کے حوالے سے آپ کیا کہیں گے؟ جو باقی ادارے ہیں ان میں اور دینی مدارس میں جو تفریق ہے اس حوالے سے اور ان میں جو کچھ پڑھایا جاتا ہے اس حوالے سے آپ کیا کہیں گے؟

ناظم اعلیٰ وفاق المدارس:......دیکھیں میں عرض کرتا ہوں پاکستان بننے کے بعد ہمارے تعلیم کے تقاضے تبدیل ہوگئے تھے۔ پاکستان بننے کے بعد ہمیں ایسے جامع نظام تعلیم کی ضرورت تھی جو ہمارے جدید دور کے تقاضے بھی پورے کرتا اور ہمارے دینی تقاضے بھی پورے کرتا، یہ حکومت کی ذمہ داری تھی مگر بدقسمتی سے ایسا نہ ہوا، جو مسٹر اور ملا کی تفریق برصغیر میں آکر برطانوی سامراج نے کی تھی اسی تقسیم کو ہم نے برقرار رکھا؛ حالانکہ جب ایک اسلامی ریاست وجود میں آرہی تھی اور ایک اسلامی نظریاتی مملکت وجود میں آرہی تھی تو اب ہمارا نصاب تعلیم اور نظام تعلیم ان خطوط پر استوار ہونا چاہیے تھا جو ہمارے ایمانی اور دینی تقاضے بھی پورے کرتا، اور جدید تقاضے بھی پورا کرتا، ایسا نہیں کیا گیا۔ چنانچہ مجبوراً مدارس کو اور علماء کو اپنا سلسلہ جاری رکھنا پڑا اور چونکہ اس لیے کہ دین بھی ایک مسلم معاشرے کی ضرورت ہے ایک مسلمان نے دین پر عمل کرنا ہے، عمل کرنے کے لیے اس کو دین کا علم چاہیے تو علم کے مراکز کے طور پر یہ مدارس وجود میں آئے اور یہ قائم ہوتے رہے۔ مجھے تو اپنے مطالعے کی حد تک اسلام کے اور قرآن وسنت کی روشنی میں یہ تقسیم نہیں ملتی کہ یہ دنیاوی علم ہے یہ دینی علم ہے۔ مجھے جو تقسیم ملتی ہے وہ علم نافع اور غیر نافع کی ملتی ہے۔

علم کی جو تقسیم دین ودنیا کے اعتبار سے ہے اسلام میں نہیں ہے۔ ہر علم اسلام کا تقاضا ہے جو مفید ہو ضروری ہو، ہمیں تو جو تقسیم ملتی ہے وہ نافع اور غیر نافع کی ملتی ہے۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا اللھم انی اسئلك علما نافعا اور ایک دعا میں فرمایا کہ اللّٰھم انی اعوذبك علم من لاینفع تو معلوم ہوا علم نافع اور غیر نافع یہ دو تقسیمیں ہیں۔ لہٰذا اسکول اور کالجز اور یونیورسٹیز کی جو تعلیم ہے وہ بھی ہماری ضرورت ہے اس لیے سائنس وٹیکنالوجی ہو

جغرافیہ ہو ریاضی ہو اور جتنے بھی جدید امور ہیں معاشیات کا علم یہ تمام ہماری ضرورت ہیں، لیکن فرق صرف اتنا ہے کہ ایک ہے مقصد اور ایک ہے ضرورت۔ قرآن وحدیث کا علم یہ مسلمان کی زندگی کا مقصد ہے اور جتنے بھی جدید علوم ہیں یہ مسلمان کی ضرورت ہیں۔ مقصد اور ضرورت...... اس کو سامنے رکھنا چاہیے۔ اس کو میں ایک مثال سے واضح کرتا ہوں ہم ایک گھر بناتے ہیں، ہمارے اس گھر کے اندر بیڈ روم بھی ہوتا ہے کچن بھی ہوتا ہے ٹوائلٹ بھی ہوتا ہے اور مختلف چیزوں کے لیے اسٹور بھی ہوتے ہیں لیکن ہمارا مقصد جو ہوتا ہے وہ آرام کا کمرہ، بیڈ روم ہوتا ہے۔ کچھ ہماری ضرورت ہوتی ہے لیکن ہم جب گھر ڈیزائن کرتے ہیں تو اس کے اندر ہم کچن بھی رکھتے ہیں اسٹور بھی رکھتے ہیں، باتھ روم بھی رکھتے ہیں اور بیڈ روم بھی بناتے ہیں۔ تو جیسے بیڈ روم مقصد ہے باقی ضرورتیں ہیں اسی طرح مسلمان کے لیے قرآن وسنت کا علم مقصد ہے اور باقی تمام علوم ضرورتیں ہیں۔ ہم ضرورتوں سے بھی آنکھیں بند نہیں کر سکتے۔ دینی مدارس جو تعلیم دے رہے ہیں وہ مقصد ہے اور اسکول کالجز یونیورسٹیز جو تعلیم دے رہے ہیں وہ مسلمان کی ضرورت ہے۔ تو ضرورت سے بھی آنکھیں بند نہیں کی جاسکتیں۔ آج بدقسمتی یہ ہے کہ مقصد کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ آج ہمارے عمومی نظام تعلیم کا حصہ وہ مقصد نہیں رہا۔ ضرورتیں آ گئی ہیں، مثال کے طور پر ابھی حال ہی میں پاکستان کے منتخب وزیراعظم عمران خان صاحب نے اپنی پہلی نشری تقریر میں یہ بات کہی کہ ہم چاہیں گے کہ مدارس سے انجینئر ڈاکٹر اور سائنس دان بھی نکلیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کو شاید یہ بھی کہنا چاہیے تھا کہ ہم یہ بھی چاہیں گے کہ ہمارے اسکول وکالجز یونیورسٹی سے قرآن کریم کا حافظ، قاری اور دین کا عالم بھی نکلے۔ اور اچھے مستند مفتی نکلیں...... اس لیے ہماری قوم کی ضرورت جہاں انجینئر، ڈاکٹر اور سائنس دان ضرورت ہیں وہاں پر ہماری قوم کی ضرورت دین کے رہنما بھی ہیں علماء بھی ہیں، حافظ بھی ہیں اور قاری بھی ہیں مفتی بھی ہیں ...... یہ بھی ہمارے معاشرے کی ضرورت ہیں۔ افسوس یہ ہے کہ آج تک کسی حکومت نے اس کو اپنا فرض سمجھا ہی نہیں۔ حالانکہ یہ پاکستان کے آئین کا بھی تقاضا ہے اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو تعلیم دینی مدارس دے رہے ہیں وہ مقصد ہے جو اسکول کالجز یونیورسٹیز دے رہے ہیں وہ ہماری ضرورت ہے۔ ہونا یہ چاہیے تھا کہ ہم ایک ایسا جامع نظام تعلیم بناتے جو مقصد کو بھی پورا کر رہا ہوتا اور ضرورت کو بھی پورا کر رہا ہوتا۔ ایسا نظام تعلیم بناتے جو مقصد کو پورا کر رہا ہوتا اور ضرورت کو بھی پورا کر رہا ہوتا اب اس کو ہم کیسے حاصل کریں گے اس کے لیے دونوں سائیڈ کو کچھ قدم اٹھانے ہوں گے مدارس کو بھی اٹھانے ہوں گے اور گورنمنٹ کے تعلیمی اداروں کو بھی اٹھانے ہوں گے۔ گورنمنٹ کو اپنے تعلیمی نظام میں قرآن وسنت کے علوم لانے ہوں گے اور مدارس کو سائنسی علوم اپنے مدارس کے نصاب میں لانے ہوں گے۔

وصال اردو:...... گورنمنٹ کی طرف سے اعتراض ایک یہ کیا جاتا ہے۔ ابھی جیسے ہم نے خبر بھی سنی ہے کہ جوئ

حکومت آئی ہے اس نے یہ لازم کر دیا ہے کہ قرآن کی تعلیم لازمی ہوگی۔ اور اسی طرح پنجاب اسمبلی سے گزشتہ دور حکومت نے یہ چیزیں ہم سنتے رہتے ہیں۔ لیکن وہ لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ پہلے مدارس یا اہل دین جو ہیں وہ اس طرف نہیں آتے۔ تو آپ کی طرف گیند پھینکتے ہیں کہ آپ لوگ نہیں آتے اور آپ کو آگے آنا چاہیے اور یہ چیزیں کرنی چاہییں۔ تو ایسا نہیں ہے کہ اہل مدارس خود کالجز اور یونیورسٹیز کی طرف جاتے ہوئے تقسیم کر لیا کہ یہ تو اور لوگ ہیں اور ہم اور لوگ ہیں تو مدارس والوں کو پہل کرنا چاہیے۔ کیونکہ قیادت کا حق بھی ان کے پاس ہے۔

ناظم اعلیٰ وفاق المدارس:......زمینی حقائق اس سے مختلف ہیں۔ جو پراپیگنڈا ہے، جو کہا جاتا ہے زمینی حقائق اس سے مطابقت نہیں رکھتے۔ زمینی حقیقت یہ ہے کہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان جس کا میں سیکرٹری جنرل ہوں، جس کے نیٹ ورک میں اس وقت الحمدللہ بیس ہزار مدارس ہیں۔ پچیس لاکھ طلبہ وطالبات ہمارے نیٹ ورک کے تحت تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اسی طرح پاکستان میں دیگر مکاتب فکر کی تنظیمیں بھی ہیں، وفاق ہے اور مجموعی طور پر پاکستان میں تیس ہزار سے پینتس ہزار مدارس ہیں اور ان میں تین ملین سے زائد طلبہ وطالبات زیر تعلیم ہیں۔ وفاق المدارس نے اپنے نصاب میں کلاس ون سے لے کر آٹھویں تک کے تمام مضامین کو شامل کیا۔ ہم نے اپنے مدارس کے نصاب میں انگلش کو شامل کیا، ریاضی کو شامل کیا، سائنس کو شامل کیا، مطالعہ پاکستان کو شامل کیا، اردو کو شامل کیا، کئی مدارس میں کمپیوٹر کی کلاسس ہوئیں، ٹیکنیکل ایجوکیشن ہمارے مدارس میں دی گئی، اور اس کے بعد سن ۲۰۰۱ء میں ۲۰۰۲ء میں ہم نے نائنتھ اور ٹینتھ کے مضامین کو بھی اپنے نصاب کا حصہ بنایا اور الحمدللہ ابھی حال ہی میں جو مختلف بورڈز کے رزلٹ آئے ہیں، آپ ملتان بورڈ کا رزلٹ دیکھ لیں، سرگودھا بورڈ کا لے لیں اسلام آباد فیڈرل بورڈ کا لے لیں، آپ فیصل آباد کو لے لیں اور آپ کراچی کو لے لیں تو الحمدللہ ہمارے مدارس کے طلبہ نے وہاں پر پوزیشنیں لی ہیں۔ خود جامعہ خیر المدارس ملتان کی پہلی اور تیسری پوزیشن ملتان بورڈ سے میٹرک میں ہمارے طلبہ نے لی ہے۔ اسی طرح انٹرمیڈیٹ میں۔ ہمارے مدارس میں الحمدللہ میٹرک تک کی تعلیم دی جاتی ہے۔ ہم نے طلبہ اور طالبات کے لیے میٹرک تک کی تعلیم لازمی قرار دی ہے۔ میٹرک کے بعد ہم ان کو درس نظامی میں اولیٰ میں شامل کرتے ہیں۔

تو ہم نے تو یہ عملی قدم اٹھایا ہے، اپنے نصاب میں ان چیزوں کو شامل کیا اور اس کی تعلیم دے رہے ہیں اور اس کا ثبوت نتائج ہیں، اس کا ثبوت یہ رزلٹ ہیں، اسی طرح پر الحمدللہ انٹرمیڈیٹ میں بھی طلبہ پوزیشنز لے رہے ہیں۔ آگے آہستہ آہستہ جا کر گریجویشن میں جا کر بھی، کیونکہ ہمارے طلبہ کیلیے گریجویشن میں صرف دو مضمون ضروری ہیں وہ

دو مضمون بھی ان شاء اللہ شامل کرلیں گے، ہمیں اس پر کوئی اشکال نہیں ہے، ہم نے تو یہ عملی قدم اٹھایا ہے، جبکہ حکومت کی طرف سے ابھی تک صرف اعلانات ہیں۔ یہ جو آپ کہہ رہے ہیں کہ قرآن کریم کی تعلیم ہوگی اور چھٹی تک قرآن کریم پڑھایا جائے گا، ناظرہ اور چھٹی سے بارہویں تک قرآن کریم کا ترجمہ پڑھایا جائے گا، یہ ابھی تک صرف کاغذوں میں ہے، یعنی عملی طور پر کام ابھی تک شروع نہیں ہوا، اب اس کے لیے ظاہر ہے انہیں اساتذہ چاہیے ہوں گے، اس کے لیے ان کو باقاعدہ آسامیاں اور ویکنسیاں لانی ہوں گی، بجٹ لانا ہوگا، اس کے حوالے سے ابھی تک کوئی کام نہیں ہوا، تو میرا عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہماری طرف سے تو زیادہ قدم اٹھے ہیں، دوسری طرف سے کم قدم اٹھے ہیں۔ ہم نے حکومت کو یہ پیش کش کی ہے اور یہ ہمیشہ ہماری پیش کش برقرار ہے کہ حکومت کلاس ون سے لے کر کلاس ٹین تک کا ایک نصاب تعلیم پہلے مرحلے میں بنائے اور اس نصاب تعلیم کے بنانے میں علماء بھی شامل ہوں، مدارس کے لوگ بھی شامل ہوں اور عصری تعلیم کے اداروں کے لوگ بھی شامل ہوں اور ہم مل بیٹھ کر جامع نصاب تعلیم بنائیں جو ہمارے دینی تقاضے بھی پورے کرے اور ہمارے عصری تقاضے بھی پورے کرے، اور وہ نصاب تعلیم مدارس میں بھی پڑھایا جائے اور وہی پرائیویٹ اسکولز میں اور گورنمنٹ اسکولوں میں پڑھایا جائے۔ ہم پہلے مرحلے میں میٹرک تک ایک نصاب بنائیں پھر اس کے بعد انٹرمیڈیٹ تک کا بنائیں۔

انٹرمیڈیٹ کے بعد اسپیشلائزیشن ہے، خود گورنمنٹ کے اداروں میں بھی ایسا ہے کہ کوئی چلا جاتا ہے میڈیکل کالج میں جس نے ڈاکٹر بننا ہوتا ہے، کوئی سائنس کی تعلیم حاصل کرنا چاہتا ہے تو وہ سائنس کالج میں چلا جاتا ہے اور کسی نے لاء کرنا ہوتا ہے تو وہ لاء کالج میں چلا جاتا ہے اور جس نے دینی علوم میں مہارت حاصل کرنی ہو وہ مدرسہ میں آجائے۔ تو بنیادی تعلیم پہلے میٹرک تک ہوتی تھی اب انٹرمیڈیٹ تک آگئی ہے، تو بنیادی تعلیم بیسک ایجوکیشن ایک ہونی چاہیے، ہم اس کے لیے تیار ہیں، ہمیں انکار نہیں ہے۔ گیند حکومت کے کورٹ میں ہے، حکومت جب چاہے آج چاہے کل چاہے، ہم ان کے ساتھ بیٹھ کر ایسا سیلیبس ڈیزائن کرنے کو تیار ہیں جو کلاس ون سے لے کر بارہویں تک انٹرمیڈیٹ تک کا ہو اور اس کے اندر ہمارے دینی تقاضے بھی پورے ہوں اور ہمارے عصری تقاضے بھی پورے ہوں۔ اس میں یہ جدید مضامین بھی ہوں اور قرآن و حدیث کا بنیادی علم بھی ہو، اور پھر انٹرمیڈیٹ کے بعد اسپیشلائزیشن ہو۔ یہ بات بھی ذہن میں رہنی چاہیے کہ یہ جو کہا جاتا ہے، کہ مدارس سے ڈاکٹر کیوں نہیں نکلتے؟ انجینئر کیوں نہیں نکلتے؟ سائنس دان کیوں نہیں نکلتے؟ تو مدارس اسپیشلائزیشن کے ادارے ہیں، اسپیشل ایجوکیشن کے ادارے ہیں، ان کا مقصد دینی تعلیم دینا ہے۔ یہ سوال اسی طرح غلط ہے جیسے میں یہ کہوں کہ میڈیکل کالج سے لائر کیوں نہیں نکلتا؟ اب میڈیکل کالج اور یونیورسٹی ڈاکٹر بنائے گی وہ قانون دان نہیں بنائے گی۔ لاء کالج جو ہے وہ